حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی
اٹک شہر

احسان وسلوک میں
حضرۃ مدنی قدس سرہٗ العزیز کا مقامِ رفیع

۲

آپ نے مدینہ منورہ کی روحانی فضا اور ملکوتی سرزمین میں سلوک کی منازل طے کرنے اور ان پر مداومت کی جو سعادت حاصل کی ہے بگر احقر کے خیال میں دوسرے کسی کو کم ہی نصیب ہوئی ہوگی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضرت گنگوہی ؒ سے خط وکتابت رہی جو اکثر مسائل سلوک پر مشتمل تھی مگر وہ سارے خطوط آپ کی اسارت مالٹا کے زمانہ میں ترکی حکومت نے ضائع کر دیئے تھے۔ (مکتوبات ج ۲ صـ۱۱۵)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سلوک اگرچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تمام طریقوں میں مقام رفیع کے مالک تھے مگر اپنے اکابر کی اتباع میں آپ کے حسب تحریر:۔

ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالےٰ نے نہایت اعلیٰ اور اشرف طریقہ اختیار فرمایا ان کا ظاہر نقشبندی ہے اور باطن چشتی ہے ؎

بلبل نیم کہ نعرہ زنم درد سر کنم ۔۔۔ قمری نیم کہ طوق بہ گردن در آورم
پروانہ نیستم کہ سوزم بگرد شمع ۔۔۔ شمعم کہ جاں گدازم و دم برنیاورم

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت کہ " ان لصدرہ ازیز کازیز المرجل من البکاء" او کما قال کیا اسی کی شہادت نہیں دیتی میں نے حضرۃ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہمارے مشائخ چشتیہ کے تین دور ہیں اول طبقہ پر زہد غالب ہے دوسرے طبقہ پر عشق غالب ہے اور تیسرے طبقہ پر اتباع سنت غالب ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ صـ۶۶، ۶۷)

اس ظاہر و باطن کی تشریح حضرت ؒ نے دوسرے مکتوب میں یوں فرمائی:۔

اگرچہ سلوک چشتیہ میں چست وچالاک اور گامزن ہیں مگر عملی حیثیت سے حضرت مجدد کے قدم بقدم ہیں۔
(ص مذکور)

اسکی تقسیم یوں کی جاسکتی ہے کہ تزکیہ اور تربیت روحانی میں تو چشتیہ کی پیروی ہے مگر عملی حیثیت سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی ہے جو کہ نقشبندی تھے جس طرح آپ نے دین اکبری کا مقابلہ کیا، اسی طرح ہمارے اکابر نے فرنگی حکومت سے برصغیر کو آزاد کرانے میں مجددی کردار ادا کیا۔

حضرت مجدد اور مزار مجدد سے اکابر کا تعلق یہ ہے کہ :

آپ کے مرید خاص حضرت مولانا محمد صدیق صاحب نے آپ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور پھر کچھ دن وہاں قیام کی اجازت طلب کی تو حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا:

"مزار مجدد پر حاضر ہو تو کچھ اس ناکارہ کے واسطے بھی خیال کرنا اور زبانی مزار مبارک پر یہ نشان نام سلام عرض کرانا"۔ (مکاتیب رشیدیہ صد۳۱)

اور دوسرے مکتوب میں وہاں قیام کی اجازت سے سرفراز فرماتے ہوئے فرمایا:

"قیام بر مزار حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بہت عمدہ ہے حق تعالیٰ آپ کا مقصد حل فرمائے"۔ (صد۹)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے سلوک واحسان کی اس سرگزشت سے ظاہر ہے کہ آپ کا سلسلہ سلسلہ چشتیہ صابریہ اور نقشبندیہ مجددیہ تھا۔

۱۳۶۱ھ میں جبکہ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ اسیر فرنگ تھے احقر نے دس ربیع الثانی بوقت اذان نماز فجر مندرجہ ذیل خواب دیکھا:

"احقر مزار مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہے اور ایک بہت بڑا اجتماع ہے حضرت کے مزار کا رنگ نسواری ہے جو کہ چمکدار پتھر معلوم ہوتے ہیں اور ان میں سوراخ ہیں جن میں سبز رنگ کی شاخیں ہیں اور ان پر گل نرگس کھلا ہوا ہے، احقر نے مزار کو بوسہ دیا اور ایک چھوٹے سے منبر پر پسا ہوا نمک پڑا تھا وہ بہت سا لے کر کاغذ میں لپیٹ لیا"۔

یہ خواب اپنے علاقہ کے ایک باخدا مرد درویش سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ:

"حضرت مدنی اس دور کے مجدد ہیں قبر سے مراد ان کی نظر بندی ہے اور پھول سے مراد انکی وہ برکات ہیں جن سے عالم اسلامی معطر ہو رہا ہے"۔

اور اس گناہ گار کو شرمندہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مدنی کے روحانی برکات مجددیہ سے تجھے بھی حظ وافر ملیگا۔

جیسا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

"انشاء اللہ تیری برکت سے حضرت مجدد کے فیوض وبرکات پھیلیں گے" الخ

(مکتوب شیخ از قلم حبیب اللہ مدینہ منورہ)

چنانچہ مدینہ منورہ اٹھارہ سالہ قیام میں آپ پر جن انوار روحانیہ کی بارش ہوتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کئی بار سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف خواب میں حاصل ہوا اور چند مرتبہ عالم بیداری میں بے حجاب زیارت کا شرف حاصل ہوا جیساکہ ایک واقعہ آپ نے ذکر فرمایا:

"ایک روز ایک کتاب اشعار کی دیکھ رہا تھا اس میں ایک مصرعہ تھا ہاں اے حبیب رخ سے اُٹھا دو نقاب کو یہ اس وقت بہت بھلا معلوم ہوا میں مسجد شریف میں حاضر ہوا اور مواجہہ شریف میں بعد ادائے آداب وکلمات مشروعہ انہیں الفاظ کو پڑھنا اور شوق دیدار میں رونا شروع کیا۔ دیر تک یہی حالت رہی جس پر یہ محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ وسلم میں کچھ حجاب دیواروں اور جالیوں وغیرہ کا حائل نہیں ہے اور آپ کرسی پر سامنے بیٹھے ہوئے ہیں آپ کا چہرہ مبارک سامنے ہے اور بہت چمک رہا ہے۔" (نقش حیات ج ۱ ص ۱۰۱)

اعطاء خلافت کے بعد آپ نے بیعت طریقت کا سلسلہ کب سے شروع فرمایا یہ تاحال احقر کو معلوم نہ ہو سکا البتہ یہ بات ظاہر ہے کہ قیام مدینہ منورہ کی کیفیت سے آپ کے چشتی صابری ہونے کے آثار ظاہر ہیں اور اس گناہ گار کے خیال میں برصغیر کو عیسائی حکومت سے نجات دلانے کی تڑپ اور جدوجہد یہ آثار مجددیہ میں سے ہے جن کا ظہور آپ کے محبوب دینی، روحانی علمی راہنما حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حجاز پہنچنے پر ہوا دنیا کے لوگ اسے سیاست کہیں یا فراست سمجھیں احقر کے نزدیک یہ تو مجددانہ نسبت کا عملی ظہور تھا جس کے لیے آپ اور آپ کے شیخ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہم مالٹا کے اسارت خانہ میں اسی طرح میں رہے جس طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کیا گیا تھا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سالکانہ اور عارفانہ سرگزشت بیان کرنے کے لیے کئی دفاتر درکار ہیں جن کا خلاصہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ سفر وحضر، ریل اور جیل لیل ونہار بلکہ کوئی لحظہ ایسا نہیں گذرا کہ یاد الٰہی اور قرب مطلب سے دوری تو درکنار غفلت میں بھی نہیں گذری آپ منازل سلوک طے کرتے کرتے اس مقام کو پہنچ چکے تھے جسے تصوف کی اصطلاح میں منتہی سلوک کہا جاتا ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت قطب الارشاد حضرت گنگوہی رح نے امداد السلوک میں فرمایا:

"مقام منتہی آنکہ بصحو وتمکین بود چنانکہ باید اجابت حق نماید و در شدت و فراخی ومنع وعطاء وفا وجفا ہر یک حال ماند خوردن وگرسنہ بودن او برابر و بیداری وخواب او یکساں باشد۔

دافر حظوظ نفسانیہ فانی بودہ فقط حقوق ماندہ باشند بظاہر با خلق وبباطن با حق گردد وایں جملہ از احوال فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین منقول است کہ

آں جناب عالی صلی اللہ علیہ وسلم اول در غار حرا خلوت فرمود و آخر کار دعوت خلق کرد و اگرچہ مشغول باخلق بودند مگر یک لمحہ از حق تعالیٰ جدائی نہ نمودند و جلوت و خلوت برابر داشتند و اصحاب صفہ ہم درحال تمکین امراء و زراء شدند کہ مخالطت در ایشاں اثر و ضرر نمے کرد"۔
(امداد السلوک صہ ۵۹)

یعنی سلوک واحسان کی انتہائی منزل جسے حصول مقصد کے ساتھ تعبیر کیا جا سکتا ہے وہ مقام عبدیت کا حصول اور رضاء معبود حقیقی کا مطلوب ہونا کسی کی مدح اور مذمت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اتباع سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں محو و سرگرم ہونا ہے جیسا کہ قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ نے سالہا سال کی ریاضت کے بعد اپنے مرشد حضرت حاجی صاحب نور اللہ قبورھما کو اپنی حالت تحریر فرمائی۔

"حضور نے جو بندہ نالائق کے حالات سے استفسار فرمایا ہے میرے دارین اس ناکس کے کیا حالات ہیں اور کس درجہ کی کوئی خوبی ہے کہ جو آفتاب کمالات کے روبرو عرض کروں بخدا سخت شرمندہ ہوں کچھ نہیں ہوں مگر جو ارشاد حضرت ہے تو کیا کروں چارو ناچار کچھ لکھنا پڑتا ہے حضرت مرشد من علم ظاہری کا تو یہ حال ہے کہ آپ کی خدمت سے دور ہوئے غالباً سات سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا ہے اس سال تک دو سو سے چند عدد زیادہ آدمی سند حدیث حاصل کر گئے ہیں اور اکثر ان میں وہ ہیں کہ انہوں نے درس جاری کیا اور احیاء سنت میں سرگرم ہوئے اور اشاعت دین ان سے ہوئی اور اس شرف سے زیادہ کوئی شرف نہیں اگر قبول ہو جاوے۔

اور حضرت کے اقدام نعلین کی حاضری کے ثمرہ کا یہ خلاصہ ہے کہ جذر قلب میں غیر حق تعالیٰ سے نفع و ضرر کا التفات نہیں واللہ بعض اوقات اپنے مشائخ کی طرف سے علیحدگی ہو جاتی ہے، لہٰذا کسی کے مدح و ذم کی پرواہ نہیں اور ذام و مادح کو دو رجانتا ہوں اور معصیت کی طبعاً نفرت اور اطاعت کی طبعاً رغبت پیدا ہو گئی ہے اور یہ اثر اسی نسبت یادداشت بے رنگ کا ہے جو مشکوٰۃ انوار حضرت سے پہنچا ہے"۔ (مکاتیب رشیدیہ صہ۱)

حضرت مدنی کی ساری زندگی اسی لائحہ عمل کا عکس تھی تدریس علوم نبوت، اشاعت دین اسلام، عسر اور یسر میں راضی بہ رضا خالق حقیقی، ہجوم معتقدین، مسند حدیث، فرنگی کا جیل وغیرہا تمام حالات آپ کے قلب منور کو معبود برحق کی یاد سے غافل نہ کر سکتا تھا بقول مولانا ابوالکلام رحمۃ اللہ علیہ:۔

"حضرت مدنی کا دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا رہتا ہے"۔

سار ی سرگزشت مولانا

دریابادی کی مرتبہ کتاب نقوش و تاثرات میں مذکور ہے) البتہ ایک طریقہ ایسا تھا جسکی روشنی میں حضرۃ انکار نہ فرما سکتے تھے اور وہ خود اس گناہ گار کا تجربہ شدہ ہے جسکی مختصر سی کیفیت یہ ہے کہ مظاہر علوم سہارنپور کے زمانہ تعلیم میں تقریباً ہر جمعرات کو بعد از عصر حضرت کی زیارت یوں ہو جایا کرتی تھی کہ

یعنی ان کا مقصود حقیقی صرف اور صرف معبود حقیقی کی رضا تھا جس کا لازمی اثر یہ ہے کہ اس محنت اور تگ و دو کے بعد بھی اپنے آپ کی نفی کی جائے اور کمالات اگر ہوں تب بھی ان کی نسبت معبود حقیقی اور موجود حقیقی کی طرف کی جائے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں جو عریضہ اپنے حالات اور واردات کے بارہ میں تحریر فرمایا اسی کے آخر میں یہ ارقام فرمایا :۔

"تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے" (مکاتیب رشیدیہ ص۱)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے مکتوب گرامی میں فرمایا ہے :۔

"میرے محترم یہ سب لطائف وسائل اور ذرائع ہیں انوار وغیرہ بھی مقاصد اصلیہ نہیں ہیں وصل اور فراق بھی مقصد اصلی نہیں ہے ؎

وصال و قرب چہ خواہی رضائے دوست طلب — کہ حیف باشد از و غیر ازیں تمنائے،

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کے درجہ پر کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا ان کی شان میں فرمایا جاتا ہے یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا (الفتح) معیت اور دوام حضور بڑی چیزیں اور انعام عظیم ہیں مگر مقصود اصلی رضائے خداوندی ہے اگر شاہنشاہ کی دربار داری اور حاضر باشی حاصل ہو جائے اور معاذ اللہ رضائے شاہی نصیب نہ ہو تو خسارہ ابدی ہے اور اگر رضائے شاہنشاہی حاصل ہو تو دوری مسافت اور غیر حاضری دربار کوئی چیز نہیں بسا اوقات مجرمین بھی دربار میں حاضر ہوتے ہیں مگر ان کی یہ حاضری خوش نصیبی نہیں سمجھی جاتی" (مکتوبات جلد ۴ ص۱۱۱)

شاید اس لیے حضرت نے ارشاد و تلقین کی طرف زیادہ توجہ نہ دی حالانکہ آپ کی ذات عالی میں اس قدر جذب تھا کہ کوئی بھی اخلاص کے ساتھ دیکھ لیتا تو فریفتہ ہو جاتا تھا بلکہ ایسے عشاق کی تعداد کثرت سے موجود ہے کہ جو ان دیکھے جان نثاری کو فخر اور سعادت سمجھتے ہیں اگر حضرت مقام رضا اور مقام عبدیت پر فائز نہ ہوتے تو ان کے متوسلین کی تعداد لاکھوں سے بھی متجاوز ہو جاتی مگر عجز و انکساری اور حقیقی تواضع نے اس طرف بہت کم توجہ کرنے کی مہلت

دی ہے آپ نے عقیدت مند کو جوارشاد فرمایا ہے وہ درج ذیل ہے ۔

بات اُلٹی ، یار اُلٹا ، ہم اُلٹے — بنے کیوں کر کہ ہے ہر بات اُلٹی

مخدوما ! مریدوں کا زیادہ ہونا اپنے نام لیوا اور تابعدار زیادہ سے زیادہ بنانا ، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ہدایت کرنے کی جد وجہد عمل میں لانا ، مرشدان طرق اور اہل بیعت کا عظیم الشان مقصد ہے اور اس زمانہ میں تو اس مقصد کے لیے ایجنٹ نوکر رکھے جاتے ہیں ، بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی ہیں ، پروپگنڈے کیے جاتے ہیں اور زیادہ تعداد مریدوں کی بنائی جاتی ہے رجسٹروں میں ان کے نام درج کیے جاتے ہیں لہٰذا یہ تو میرے لیے بڑی خوشی کی بات ہونی چاہیے کہ آپ اور آپ کے خاندان کے بہت سے عورت مرد میرے مرید ہوجائیں کم سے کم یہ فائدہ ضروری ہوگا کہ ہر طرف آپ لوگ میری تعریفیں کریں گے میرا نام مشہور اور روشن ہوگا مجھ کو آمدنی ہوگی اچھا اچھا کھانا وغیرہ ملے گا ، نذر نیاز آئے گی ، پھر میں کیوں انکار کر رہا ہوں؟ یہ آپ کی محبت ہی کی وجہ سے ہے اسی وجہ سے اپنا نقصان کرتا ہوں آپ اگر کسی کامل مرشد سے بیعت ہوں گے تو آپ کی وہ سچی رہنمائی کرے گا اور آپ کی دین اور دنیا کی بھلائی ہوگی اس سے آپ کو وہ فوائد حاصل ہوں گے جو کہ مقصود اعظم ہیں میرے جیسا ناکارہ و نالائق ، نامراد ، سگ دنیا ، بندہ شکم ، بدنام کنندہ نکو نام سے اگر آپ بیعت ہوگئے تو اگرچہ میرا فائدہ ہی فائدہ ہے مگر آپ کی راہ ماری گئی آپ کے لیے ہر طرح سے نقصان ہی نقصان کا سامنا ہے اس لیے میں آپ کے فائدہ کے لیے کہتا ہوں کہ آپ کسی متدین واقف شریعت وطریقت کامل بزرگ کو تلاش کریں اور اس سے بیعت ہوں آپ کہتے ہیں کہ میں نے سب کو دیکھ لیا ہے کسی سے میری طبیعت بیعت ہونے کو نہیں چاہتی ہے تو میرے محترم ! آپ نے جن کو دیکھا جن کی جانچ پڑتال کی ، جن سے آپ کی خط وکتابت ہوئی انہیں میں تو خداوند کریم کے مقرب بندے منحصر نہیں ہیں آپ تلاش کرتے رہیں ممکن ہے کہ کوئی مرد خدا مل جائے " اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری " مشہور مقولہ ہے ممکن ہے کہ آپ کی پرکھ غلط ہو پھر یہ عجیب بات آپ نے کہی کہ کسی سے بیعت ہونے کی طبیعت نہیں ہوئی تو اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ آپ کی طبیعت پر مدار ہے جس کو آپ کی طبیعت بزرگ مانے وہ بزرگ ہے اور جس کو نہ مانے وہ بزرگ نہیں ۔ (مکتوب ج ۴ صفحہ ۱۵۷)

اس لیے حضرت نور اللہ مرقدہ ہمیشہ کسی کو حلقہ ارادت میں لینے سے اجتناب فرمایا کرتے تھے مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم نے جب اپنے ملحدانہ عقائد سے توبہ کی اور بیعت کے لیے مولانا عبدالباری کو سفارشی بنا کر دیوبند حاضر ہوئے تو حضرت نے انکار فرما کر ان کو بہ نفس نفیس تھانہ بھون حضرت تھانوی کے حضور پیش فرمایا ، حضرت تھانوی کی سفارش پر ان کو بیعت تو فرمالیا مگر تربیت کے لیے حضرت تھانوی کی طرف رجوع کا حکم فرمایا (جس کی ساری سرگزشت مولانا دریابادی کی مرتبہ کتاب نقوش وتاثرات میں مذکور ہے) البتہ ایک طریقہ ایسا تھا جس کی

روشنی ہیں حضرت انکار نہ فرما سکتے تھے اور وہ خود اس گناہ گار کا تجربہ شدہ ہے جس کی مختصر سی کیفیت یہ ہے کہ مظاہر علوم سہارنپور کے زمانہ تعلیم میں تقریباً ہر جمعرات کو بعد از عصر حضرت کی زیارت یوں ہو جایا کرتی تھی کہ:

حضرت کانگریس یا جمعیۃ العلماء کی دعوت پر سہارنپور تشریف لاتے اور فرودگاہ میں تقریر فرماتے اسی وقت سے آئینہ دل میں حضرت کا نقش اس طرح ثبت ہو گیا کہ آج تک باقی ہے اور انشاء اللہ باقی رہے گا۔ مگر زیادہ قرب دار العلوم دیوبند میں دورہ حدیث کے داخلہ پر نصیب ہوا ہر ہفتہ کئی بار گھنٹوں زیارت کا شرف مل جاتا دار الحدیث سے لے کر خانقاہ مدنی تک اور پھر خصوصاً نماز مغرب میں جو حضرت خانقاہ سے متصل چھوٹی مسجد میں ادا فرماتے اور نماز مغرب کے بعد سوا پارہ نوافل میں دو حافظوں کو سناتے، اسی طرح نماز فجر اکثر اسی مسجد میں حضرت کی اقتدار میں پڑھنے کی سعادت ملی۔ حضرت نماز فجر میں قنوت نازلہ باقاعدہ پڑھا کرتے تھے، غرضیکہ یہ سعادت کثرت سے حاصل رہی اگرچہ بیعت کا مفہوم معلوم نہ تھا نہ یہ گناہ گار اس قابل تھا مگر تعلق کا ایک ذریعہ بنانے کے لیے کئی بار درخواست کی مگر یہی جواب ملا کہ استخارہ کر لیا جائے اس کا جواب کبھی تو گستاخانہ طریقہ پر دیا جاتا کہ عبادت میں استخارہ کا حکم نہیں اور کبھی کسی اور طریقہ سے مگر ادھر سے اسی پر اصرار رہا آخر فراغت پر گھر آیا تو ایک رات خواب میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیعت کا حکم ملا۔ وہ پوری خواب لکھ کر ارسال کر دی تو جواب فرمایا ملاقات پر انشاء اللہ بیعت کر لی جائے گی آخر وہ سعادت آفرین گھڑی آ گئی کہ مورخہ ۲۶ شعبان ۵۵ھ/۱۳ نومبر۳۶ء بروز جمعرات کو نماز مغرب کے بعد اسی مسجد میں چند دیگر سعادت مندوں کے ساتھ بیعت کا شرف حاصل ہو گیا، اس مختصر مگر جامع داستان کا مقصد یہ ہے کہ حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت ہونا بہت مشکل تھا۔

بیعت کے بعد رات کو خانقاہ کے بغلی والے چھوٹے سے کمرے میں سونے کا حکم دیا کہ یہاں شیخ الہندؒ آرام فرمایا کرتے تھے پھر تسبیح ۱۰۰ بار، استغفار ۱۰۰، درود شریف ۱۰۰، صبح و شام پاس انفاس ایک گھنٹہ کرنے کا حکم فرمایا۔ ۲۰ رجب ۱۳۵۶ھ کو دوبارہ حاضری پر مندرجہ اسباق ارشاد فرماتے۔

نماز تہجد کے بعد فاتحہ ۳ بار درود شریف ۳ بار سورہ اخلاص ۱۲ بار درود شریف ۳ بار پڑھ کر یہ دعا کی جائے اللھم بلغ ثواب ما تلوتہ لمشائخ ھذہ الطریقۃ وافض علیّ من فیوضاتھم وبرکاتھم آمین پھر ذکر یوں کیا جائے۔

لا الہ الا اللہ ۲۰۰ بار الا اللہ ۴۰۰ بار اللہُ اللہُ ۶۰۰ بار، اللہ ایک سو بار۔ ذکر قلبی ۲۰۰۰ بار یہ ذکر کافی زمانہ ہوتا رہا اور پاس انفاس بھی ہوتا رہا کیفیات وقتاً فوقتاً بذریعہ عریضہ اور کبھی زبانی عرض کرتا رہا حتی کہ الہ آباد جیل سے مورخہ ۹ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ کو گرامی نامہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

اب اسم سے مسمّٰی کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور وہ مراقبہ معیت ہے جس میں وھو معکم کا استحضار کیا جائے

جس کی تشریح مکتوبات شریفہ ہے۔ حضرت نے اس گناہ گار پر بہت زیادہ توجہ فرمائی اور اس توجہ کے بہت زیادہ آثار محسوس ہوئے ایک دفعہ سحری کے مراقبہ میں یوں القا ہوا بلکہ ندا آئی کہ تو ابوالمعالی ہے مگر افسوس کہ اپنی بداعمالی کی وجہ سے کچھ بھی باقی نہ رہا جس طرح عمر عزیز کافی گذر گئی اس کے ساتھ ساتھ وہ سب برکات بھی ختم ہوگئیں صرف ایک برکت باقی ہے کہ حضرت نور اللہ مرقدہ کے ساتھ محبت میں ذرا بھی کمی نہیں ہوتی۔ الحمد للہ حسب ارشاد گرامی سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم المرء من احب نجات کی امید ہے۔

حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے ختم ہفت سلاطین اور حزب البحر کی اجازت سے نوازا ختم ہفت سلاطین تو آج تک جاری ہے جس کی برکات کا نزول ہو رہا ہے حزب البحر چند سالوں کے بعد چھوڑ دی تھی اور حضرت نور اللہ مرقدہ کی یہی مرضی معلوم ہوتی تھی۔

بیعت کے دوسرے دن صبح ناشتہ کے بعد اپنا مستعمل عبا عنایت فرمایا جو اب تک میرے لیے باعث سعادت و برکت ہے اور خواہش ہے کہ میرے کفن میں بھی اسی سے سعادت حاصل کی جائے جیسا کہ :-

"ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ نیا کرتہ طلب کر لیا تھا جو آپ کی خدمت میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہم نے پیش کیا تھا چند صحابہ کرام کے اس جرأت پر استفسا کے جواب میں اس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ میں نے اس مبارک کرتہ کو اپنا کفن بنانے کے لیے یہ جرأت کی ہے چنانچہ وہ کرتہ اس صحابی رضی اللہ عنہ کا کفن بنا۔" (مشکوٰۃ)

اس گناہ گار نے بھی اسی سعادت کے حصول کے لیے یہ جرأت کی تھی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

روحانی برکات کا ظہور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک و معرفت کی تمام مروجہ منازل بے نظیر طریقہ پر طے فرمائیں مدینہ منورہ، مالٹا اور پھر برصغیر میں آپ نے احسان و شہود کا قرب حاصل فرمایا مگر ان برکات کا عملی ظہور آپ کے قیام بنگال سے زیادہ شروع ہوا جہاں آپ بظاہر تو شیخ الحدیث و صدر مدرس کے رہے مگر درحقیقت آپ کی روحانی برکات کا انکشاف اور ظہور وہیں سے ہوا یہی وجہ ہے کہ آپ کی طرف سے مجاز طریقت و بیعت سعادت مندوں کی تعداد ۹۲ ہے جبکہ کل مجازین کی تعداد ۱۶۷ ہے۔ دارالعلوم دیوبند تشریف لانے کے بعد اگرچہ تدریس اور سیاسیات میں بے پناہ مصروفیت رہی مگر طالبان سلوک بھی کشاں کشاں حاضر خدمت ہوتے رہے خانقاہ مدنی میں علمی اور سیاسی بحث کم ہوتی مگر روحانی تجلیات زیادہ ہوتی تھیں سفر میں جہاں آپ رونق افروز ہوتے خواہ وہ سفر سیاست کے نام سے ہوتا مگر وہاں بھی تشنگان آب حیات جوق در جوق پہنچ جاتے چونکہ آپ مقام عبدیت پر فائز تھے اس لیے آپ نے

"رو رو کر دعائیں کیں کہ ہجوم خلق کو ہٹا دیا جائے۔" (مکتوبات ج ۲ صفحہ ۱۶)

دراصل حضرت نور اللہ مرقدہ کی یہ کیفیت بھی سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا اثر تھی جو آپ نے تعلیماً امت فرمایا۔ اللھم اجعلنی فی عینی صغیراً وفی اعین الناس کبیراً اور یہ آپ کی صداقت للہیت کی دلیل تھی کہ طالبان سلوک کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا جیسا کہ

"ہرقل نے ابوسفیان سے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں جو چند سوالات کئے تھے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ کیا اس نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں ابوسفیان نے بتایا کہ دن بدن بڑھ رہے ہیں تو ہرقل نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کیفیت کو آپ کی صداقت کی دلیل قرار دیا" (صلی اللہ علیہ وسلم)

ظاہر ہے کہ غزوہ بدر میں صحابہ کرام کی تعداد ۳۱۳ اور بقول شاذ ۳۱۴ تھی اور پہلی مردم شماری حسب روایت بخاری چھ سو تھی حدیبیہ کے وقت چودہ سو سال تھی فتح مکہ کے دن دس ہزار اور غزوہ حنین میں بارہ ہزار سعادت مند تھے جبکہ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ سے کچھ زیادہ تھی اور آج روئے زمین پر ایک عرب سے زیادہ مسلمان ہیں جو کہ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ کا مظہر ہے اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا لافانی ثبوت ہیں۔

حضرت کے پروانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی رہی حتیٰ کہ بنگال کے سفر میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ایک بڑے مجمع کو شرف بیعت بخشتے ہوئے کلمات بیعت کہلوائے گئے بلاشبہ اس وقت عرب و عجم میں آپ کے غلاموں کی تعداد کئی لاکھ ہے جہاں حضرت نور اللہ مرقدہ کے خلفاء اصطلاحی اور بصری زیارت سے محروم عشاق کو آپ کے فیوضات اور برکات سے مالا مال فرما رہے ہیں۔ بارک اللہ فی مساعیھم وکثر اللہ امثالھم۔ آمین

مؤتمر المصنفین کا سلسلۂ مطبوعات (۱۹)
امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
حیرت انگیز واقعات
اردو کی سب سے پہلی اور کامیاب کاوش
فکر و نظر، علم و عمل، تاریخ و تذکرہ، فقہ و قانون، اخلاص و للٰہیت، طہارت و تقویٰ
سیاست و اجتماعیت، جذبۂ اصلاح و انقلاب اُمت، تبلیغ و اشاعت دین
تعلیم و تدریس، غرض ہمہ جہت جامع اور نفع بخش
پیش لفظ: جناب مولانا سمیع الحق مدیر الحق
تالیف
مولانا عبدالقیوم حقانی
مؤتمر المصنفین
اکوڑہ خٹک پشاور پاکستان